روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعرات 3فروری 2011ء 29 صفر 1432 ہجری 3 تبلیغ 1390 ہش جلد 61-96 نمبر 29

توفیق فہم وعلم کی دعا

حضرت مسیح موعود دعا کرتے ہیں۔

ترجمہ: اور سوائے اللہ کے فضل کے مجھے کوئی توفیق اور طاقت نہیں۔ اے ہمارے رب! ہمیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت فرما اور اپنے حضور سے ہمیں راستے کا فہم عطا فرما اور اپنے پاس سے ہمیں خاص علم سمجھا۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد22صفحہ 7)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

جبکہ ہماری روح ایک چیز کے طلب کرنے میں بڑی سرگرمی اور سوز وگداز کے ساتھ مبدء فیض کی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے اور اپنے تئیں عاجز پا کر فکر کے ذریعہ سے کسی اور جگہ سے روشنی ڈھونڈتی ہے تو درحقیقت ہماری وہ حالت بھی دعا کی ایک حالت ہوتی ہے۔ اسی دعا کے ذریعہ سے دنیا کی کل حکمتیں ظاہر ہوئی ہیں۔ اور ہر ایک بیت العلم کی کنجی دعا ہی ہے۔ اور کوئی علم اور معرفت کا دقیقہ نہیں جو بغیر اس کے ظہور میں آیا ہو۔ ہمارا سوچنا ہمارا فکر کرنا اور ہمارا طلب امر مخفی کے لئے خیال کو دوڑانا یہ سب امور دعا ہی میں داخل ہیں۔ صرف فرق یہ ہے کہ عارفوں کی دعا آداب معرفت کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے اور ان کی روح مبدء فیض کو شناخت کر کے بصیرت کے ساتھ اس کی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے اور محجوبوں کی دعا صرف ایک سرگردانی ہے جو فکر اور غور اور طلب اسباب کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے۔ وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ سے ربط معرفت نہیں اور نہ اس پر یقین ہے وہ بھی فکر اور غور کے وسیلہ سے یہی چاہتے ہیں کہ غیب سے کوئی کامیابی کی بات ان کے دل میں پڑ جائے اور ایک عارف دعا کرنے والا بھی اپنے خدا سے یہی چاہتا ہے کہ کامیابی کی راہ اس پر کھلے۔ لیکن محجوب جو خدا تعالیٰ سے ربط نہیں رکھتا وہ مبدء فیض کو نہیں جانتا اور عارف کی طرح اس کی طبیعت بھی سرگردانی کے وقت ایک اور جگہ سے مدد چاہتی ہے اور اسی مدد کے پانے کے لئے وہ فکر کرتا ہے۔ مگر عارف اس مبدء کو دیکھتا ہے اور یہ تاریکی میں چلتا ہے اور نہیں جانتا کہ جو کچھ فکر اور خوض کے بعد دل میں پڑتا ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ متفکر کے فکر کو بطور دعا قرار دے کر بطور قبول دعا اس علم کو فکر کرنے والے کے دل میں ڈالتا ہے۔ غرض جو حکمت اور معرفت کا نکتہ فکر کے ذریعہ سے دل میں پڑتا ہے وہ بھی خدا سے ہی آتا ہے۔ اور فکر کرنے والا اگرچہ نہ سمجھے مگر خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ مجھ سے ہی مانگ رہا ہے۔ سو آخر وہ خدا سے اس مطلب کو پاتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے یہ طریق طلب روشنی اگر علیٰ وجہ البصیرت اور ہادی حقیقی کی شناخت کے ساتھ ہو تو یہ عارفانہ دعا ہے اور اگر صرف فکر اور خوض کے ذریعہ سے یہ روشنی لامعلوم مبدء سے طلب کی جائے اور منور حقیقی کی ذات پر کامل نظر نہ ہو تو وہ محجوبانہ دعا ہے۔

(ایام الصلح - روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 230)

مکرم داؤد احمد صاحب

آف رحیم یار خان کی وطن کی خاطر قربانی

مکرم سلطان احمد ظفر صاحب ناظم انصاراللہ ضلع ساہیوال اطلاع دیتے ہیں۔

خاکسار کے بھانجے کانسٹیبل مکرم داؤد احمد صاحب ابن مکرم چوہدری عطاء محمد صاحب چک نمبر NP32 غربی تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان مورخہ 30 جنوری 2011ء کو صبح 10 بجے اغوا کاران برائے تاوان کے خلاف پولیس آپریشن میں شامل ہو کر موضع مرید شاخ گوٹھ پکا چانڈیو میں اپنی ڈیوٹی کے دوران پیشہ وارانہ جرات و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمن کی گولیوں کا نشانہ بن کر وطن کی خاطر قربان ہو گئے۔ مرحوم کی عمر 40 سال تھی۔ مرحوم 1995ء میں بطور کانسٹیبل بھرتی ہوئے اور تاوفات اسی عہدے پر فائز تھے۔ مرحوم نے ضلع رحیم یار خان میں ہی مختلف تھانوں میں ڈیوٹی سرانجام دی۔

مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ ایک نڈر، بہادر اور بڑی تندہی کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دینے والے تھے۔ جماعتی کاموں میں پیش پیش تھے۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ نہایت ملنسار، خوش مزاج اور خوش اخلاق تھے۔ چھوٹوں کے ساتھ شفقت کا سلوک کرنے والے اور والدین کے فرمانبردار اور خدمت گزار تھے۔ بہت مہمان نواز شخصیت، صفائی پسند اور سادہ زندگی بسر کرنے والے تھے۔ غریبوں کی حسب استطاعت مالی امداد بھی کرتے تھے۔ خلافت احمدیہ اور نظام جماعت کے ساتھ اخلاص ووفا کا تعلق تھا۔

مورخہ 31 جنوری کو صبح 11 بجے مرحوم کی نماز جنازہ مقامی طور پر چک NP32 غربی میں مکرم نعیم احمد باجوہ صاحب مربی ضلع رحیم یار خان نے پڑھائی۔ واقعہ کے بعد پولیس نے سرکاری پروٹوکول دیا اور رحیم یار خان سے ربوہ تک پولیس کی گاڑیوں نے اسکارٹ کرتے ہوئے میت کو

باقی صفحہ 8 پر

مشعل راہ

اچھی باتوں کا حکم دو اور زیادتی پر درگزر کرو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 20 فروری 2004ء میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ دوسری جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے (۔)(سورۃ الاعراف :200) یعنی عفو اختیار کر، معروف کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کر۔ یہاں فرمایا معاف کرنے کا خُلق اختیار کرو اور اچھی باتوں کا حکم دو اگر کسی سے زیادتی کی بات دیکھو تو درگزر کرو۔ فوراً غصہ چڑھا کر لڑنے بھڑنے پر تیار نہ ہو جایا کرو اور ساتھ یہ بھی کہ جو زیادتی کرنے والا ہے اس کو بھی آرام سے سمجھاؤ کہ دیکھو تم نے ابھی جو باتیں کی ہیں مناسب نہیں ہیں اور اگر وہ باز نہ آئے تو وہ جاہل شخص ہے، تمہارے لئے یہی مناسب ہے کہ پھر ایک طرف ہو جاؤ چھوڑ دو اس جگہ کو اور اس کو بھی اس کے حال پر چھوڑ دو۔ دیکھیں کہ یہ کتنا پیارا حکم ہے اگر کسی طرح عفو اختیار کیا جائے تو سوال ہی نہیں ہے کہ معاشرے میں کوئی فتنہ و فساد کی صورت پیدا ہو۔ لیکن یہاں پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس طرح تو پھر فتنہ پیدا کرنے والے اور فساد کرنے والوں کو کھلی چھٹی مل جائے گی، وہ شرفاء کا جینا حرام کر دیں گے۔ اور شریف آدمی پرے ہٹ جائے گا۔ یہ تو نہیں ہوسکتا کہ فساد کرنے والے معاشرے میں رہیں اور فساد بھی کرتے رہیں، ان کی اصلاح بھی تو ہونی چاہئے اگر تمہارا معاف کرنا ان کو راس نہیں آتا تو پھر ان کی اصلاح کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو بھی چھوڑا نہیں ہے دوسری جگہ حکم فرمایا ہے۔ کہ (۔) (سورۃ الشوریٰ آیت :41) بدی کا بدلہ اتنی ہی بدی ہوتی ہے اور جو معاف کرے اور اصلاح کو مدنظر رکھے اس کا بدلہ دینا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوتا ہے اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

اب ہر کوئی تو بدی کا بدلہ نہیں لے سکتا کیونکہ اگر یہ دیکھے کہ فلاں شخص کی اصلاح نہیں ہو رہی باز نہیں آ رہا تو خود ہی اگر اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے گی تو پھر تو اور فتنہ و فساد معاشرے میں پیدا ہو جائے گا۔ یہ تو قانون کو ہاتھ میں لینے والی باتیں ہو جائیں گی۔ اس کی وجہ سے ہر طرف لاقانونیت پھیل جائے گی۔ اس کے لئے بہرحال ملکی قانون کا سہارا لینا ہوگا، قانون پھر خود ہی ایسے لوگوں سے نبٹ لیتا ہے۔ اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ عام طور پر ایسے، اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھنے والے، لڑائی کرنے والے، فتنہ و فساد پیدا کرنے والے، لاقانونیت پھیلانے والے جب قانون کی گرفت میں آتے ہیں تو پھر صلح کی طرف رجوع کرتے ہیں، سفارشیں آ رہی ہوتی ہیں کہ ہمارے سے صلح کر لو تو فرمایا کہ اصل میں تو تمہارے مدنظر اصلاح ہے اگر سمجھتے ہو کہ معاف کرنے سے اس کی اصلاح ہوسکتی ہے تو معاف کر دو لیکن اگر یہ خیال ہو کہ معاف کرنے سے اس کی اصلاح نہیں ہوسکتی یہ تو پہلے بھی یہی حرکتیں کرتا چلا جا رہا ہے اور پہلے بھی کئی دفعہ معاف کیا جا چکا ہے لیکن اس کے کان پر جوں تک نہیں رینگی، ناقابل اصلاح شخص ہے تو پھر بہرحال ایسے شخص کو سزا ملنی چاہئے۔ اور اس کے مطابق جماعتی نظام میں بھی تعزیر کا، سزا کا طریق رائج ہے، جب اللہ تعالیٰ کے احکامات کو توڑو گے، جب دوسروں کے حقوق غصب کرو گے جب بھائی کی زمین یا جائیداد پر قبضہ کرنے کی کوشش کرو گے، جب بیوی پر ظلم کرو گے تو نظام کی طرف سے تو سزا ملے گی۔ جس کو سزا ملی ہو وہ درخواستیں لکھنا شروع کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔ فوراً معاف کرنے والا حکم ان کے سامنے آ جاتا ہے اور اس کے مفسر بن جاتے ہیں۔ اگلی بات بھول جاتے ہیں کہ اصلاح کی خاطر سزا دینا بھی اللہ کا حکم ہے۔ **ہر احمدی کو ہر وقت یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر اس بھیانک معاشرے میں اس نے بھی اپنا رویہ ٹھیک نہ کیا تو پھر حضرت اقدس مسیح موعود کے ارشاد کے مطابق وہ جماعت سے کاٹا جائے گا۔ بہرحال اصلاح کی خاطر عفو سے کام لینا مستحسن ہے۔ لیکن اگر بدلہ لینا ہے تو ہر ایک کا کام نہیں ہے کہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لے۔** یہ قانون کا کام ہے کہ اصلاح کی خاطر قانونی کارروائی کی جائے یا اگر نظام جماعت کے پاس معاملہ ہے تو نظام خود دیکھے گا ہر ایک کو دوسرے پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت بہرحال نہیں ہے۔

(الفضل 27/ اپریل 2004ء)

مکرم محمد یوسف بقاپوری صاحب

جلسہ سالانہ قادیان 2010ء کی خوشگوار یادیں

خاکسار کو 17 سال بعد جلسہ سالانہ قادیان 2010ء میں شمولیت کی توفیق ملی۔ اسلام آباد سے 100 احباب کے قافلہ نے قادیان جانا تھا۔ ہمارے گروپ نے 19 دسمبر کو لاہور سے بارڈر کراس کیا۔ وہاں لاہور جماعت کی طرف سے پُرتکلف ناشتہ بھی پیش کیا گیا۔ اٹاری پر بھی جماعت قادیان کی طرف سے دوپہر کا کھانا اور چائے پیش کی گئی۔ گھڑیوں کو آدھ گھنٹہ آگے کیا گیا اور دو گھنٹے کی مسافت کے بعد 4 بجکر دس منٹ پر دارالامان قادیان پہنچے۔ جونہی منارۃ المسیح پر نظر پڑی۔ زبان پر دعائیں جاری ہوگئیں۔ جونہی بس اڈے پر پہنچی۔ شعبہ استقبال نے گرمجوشی سے استقبال کیا۔ مردوں کے لئے ٹھہرانے کا جماعتی انتظام سرائے طاہر اور مستورات کا نصرت گرلز سکول میں تھا۔ باقی جو افراد اپنے رشتہ داروں کے ہاں ٹھہرنا چاہتے تھے۔ وہ اپنے عزیزوں کے ہاں چلے گئے۔

سرائے طاہر میں سامان رکھ کر سب سے پہلے ساتھ والی بیت میں نماز مغرب پڑھی۔ سرائے طاہر ایک نہایت خوبصورت بلڈنگ ہے۔ جہاں آجکل جامعہ احمدیہ قائم ہے۔ بیسمنٹ میں بھی رہائش کا انتظام تھا۔ خاکسار کو نصرت سکول میں جگہ مل گئی جہاں روزانہ 5 بجے نماز تہجد اور 6 بجکر بیس منٹ پر نماز فجر پڑھنے کی توفیق ملی۔ بیت الدعا میں جانے کا تین دفعہ موقع ملا اور دار المسیح میں بیت الفکر، دالان حضرت اماں جان، کنواں، مکانات حضرت مرزا سلطان احمد صاحب، حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت ام طاہر اور وہ کمرے جہاں حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی پیدائش ہوئی کو دیکھنے کا موقع ملا۔

بیت اقصیٰ اب نہایت کشادہ ہوگئی ہے۔ منارۃ المسیح پر چڑھنے کی اجازت نہ تھی۔ مینارہ پر ایک بہت بڑا کلاک ہے۔ جو ہر گھنٹہ بعد وقت بتاتا ہے اور رات کی تاریکی میں اس کی آواز دور تک گونجتی ہے۔

چونکہ ہمیں جلسہ سے پہلے کافی وقت مل گیا تھا۔ اس لئے شہر کی خوب سیر کی۔ بیت نور جہاں خلافت ثانیہ کی بیعت ہوئی۔ کالج کی عظیم الشان بلڈنگ اور سامنے میدان جہاں پارٹیشن سے پہلے جلسہ سالانہ ہوا کرتا تھا۔ اب اس کے چاروں طرف دیوار بنا دی گئی ہے۔ نواب محمد علی خان صاحب حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے مکانات ریلوے سٹیشن۔ یہ سب مقامات دیکھنے کی توفیق ملی۔

پرانے محلّہ جات میں بھی کافی وقت گزارا۔ ریتی چھلہ پر نور ہسپتال قائم ہے۔ جلسہ کے ایام میں مریضوں کا مفت علاج ہوتا رہا اور دوائیاں مہیا ہوتی رہیں۔ بازار بھی پُررونق تھے۔ کرنسی کا کافی فرق تھا اور 2:1 کی نسبت تھی۔ ہمارے بعض دوستوں نے اپنے عزیزوں کے لئے تحائف خریدے۔

جلسہ کے تینوں ایام نہایت مصروف گزرے۔ تمام تقاریر سنیں۔ مہمان مقررین نے بھی اپنے حالات سنائے اور آخری دن حضرت خلیفۃ المسیح کا خطاب MTA سے Live دیکھا۔ جلسہ گاہ پر بڑی سکرین لگائی گئی تھی۔ جہاں قادیان اور لندن کے نظارے بیک وقت دیکھے جاسکتے تھے۔ جلسہ گاہ پر قالین بچھایا گیا تھا اور سارا دن لوائے احمدیت لہرایا جاتا رہا۔ ایک طرف معززین کے لئے کرسیاں تھیں تو دوسری طرف پریس گیلری تھی۔ جہاں پریس کے نمائندے اپنے اخبارات میں خبریں بھیج رہے تھے۔ مقامی طور پر ٹی وی اور اخبارات نے بھی جلسہ کی کوریج (Coverage) دی۔ موسم بھی ان دنوں خوشگوار رہا۔

جلسہ کے موقع پر مخزن تصاویر کی طرف سے نمائش کا بھی انتظام کیا گیا تھا جس میں حضرت مسیح موعود کے زمانہ سے لے کر پانچوں خلفاء کے ادوار تصویری رنگ میں دکھائے گئے تھے۔ رفقاء حضرت مسیح موعود کی الگ گیلری تھی۔ شہداء لاہور کو بھی نمایاں کر کے دکھایا گیا تھا۔

بہشتی مقبرہ میں بھی کئی بار دعاؤں کی توفیق ملی۔ چاردیواری کو حفاظتی نقطہ نظر سے مقفل کر دیا گیا ہے اور گرل لگا دی گئی ہے۔ بزرگوں کے مزاروں پر بھی دعاؤں کی توفیق ملی۔ قدرت ثانیہ کی جگہ دیکھی۔ جہاں حضرت مسیح موعود کا جنازہ رکھا گیا اور حضرت خلیفہ اول نے جنازہ پڑھایا۔

خاکسار کی واپسی 29 دسمبر کو ہوئی۔ واپسی پر بھی جماعت کی طرف سے اچھا انتظام تھا اور لاہور بارڈر پر مقامی جماعت نے تعاون کیا اور منزل مقصود تک پہنچنے میں کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ یہ دس دن جو دارالامان میں گزرے وہ اب ایک خواب کی طرح لگتے ہیں۔

قادیان میں اب بہت کم درویش باقی رہ گئے ہیں۔ خاکسار اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکرم منظور احمد درویش صاحب سے ان کی قیام گاہ آشیانہ درویش پر جو جلسہ گاہ کے قریب ہی ہے ملا اور دعائیں لیں۔

آخر میں خاکسار دعا کی درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بار بار دارالامان جانے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

محمد طاہر ندیم صاحب۔ عربی ڈیسک یو۔کے

مصالح العرب۔ عرب اور احمدیت

(قسط نمبر 13)

رسالہ ''البشریٰ'' چین میں

مکرم محمود احمد انیس صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

چین کے جنوب کے ایک صوبہ Yun Nan کے شہروں اور دیہاتوں میں کثیر تعداد میں مسلمان آباد ہیں۔ لوگ بہت اچھے اور مہمان نواز ہیں۔ اسی صوبہ کی ایک جگہ کا نام Wei Shan ہے۔ یہ ایک قصبہ سا ہے جہاں کے لوگوں کا مذہب سے کافی لگاؤ ہے۔ اس میں مسلمانوں کی 35 کے قریب مساجد اور مردوں اور عورتوں کے بہت سے دینی مدارس ہیں۔ غالباً دسمبر 1997ء کی بات ہے ،ایک دن صبح کے وقت Wei Shan کے ایک دینی مدرسہ کے پاس سے گزر رہا تھا اور اتفاق سے اس وقت میرے ہاتھ میں چینی زبان میں مطبوعہ کچھ کتابیں بھی تھیں۔ میں اس مدرسہ میں چلا گیا جہاں اس کے پرنسپل اور کچھ اور اساتذہ سے مختلف موضوعات پر بات ہوتی رہی۔ اس دوران ایک بزرگ عمر کے عالم دین بھی آ گئے جن کی عمر اس وقت اسّی سال کے لگ بھگ ہوگی۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ اس علاقہ کے مفتی ہیں۔ سلام دُعا کے بعد وہ ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے چینی ترجمہ کو دیکھ کر کہنے لگے کہ میں اس کے مترجم کو جانتا ہوں، یہ کتاب تو جماعت احمدیہ کی ہے۔ پھر خود ہی کہنے لگے کہ اس جماعت کے ایک رسالہ ''البشریٰ'' کی بہت سی کاپیاں ہمارے گھر میں تھیں ۔ پھر اس رسالہ کے متعلق کچھ تعریفی بات بھی کی۔ میں نے پوچھا کہ وہ رسالے آپ نے کہاں سے لیے اور کہاں ہیں؟ تو وہ کہنے لگے میرے والد ہندوستان جاتے تھے اور وہاں سے لائے تھے لیکن بعد میں ملکی حالات کے پیش نظر ہماری بہت سی کتب کے ساتھ ان رسالوں کو بھی جلا دیا گیا۔ مجھے ان کی یہ بات سن کر ایک خوشگوار حیرت ہوئی کہ کیسے خداتعالیٰ نے جماعت کے پیغام کو چین کے ایک انتہائی دور دراز علاقے میں ایک لمبا عرصہ پہلے پہنچانے کے سامان فرمائے جس کی گواہی آج مجھے بھی مل گئی۔

''البشریٰ''، جامعہ احمدیہ ربوہ

شاید یہاں پر یہ بتانا مفید ہو کہ البشریٰ ہی کے نام سے پاکستان سے بھی عربی زبان میں ایک رسالہ نکلتا رہا ہے۔ یہ سہ ماہی رسالہ 1958ء سے شروع ہو کر 1973ء تک جاری رہا۔ اس کا پہلا شمارہ جولائی 1958ء میں نکلا۔ اس کے بھی بانی اور سب سے پہلے رئیس التحریر حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری تھے۔

مارچ 1959ء کے شمارہ سے یہ تبدیلی ہوئی کہ یہ رسالہ جامعہ احمدیہ ربوہ کے زیر انتظام شائع ہونا شروع ہوا اور مکرم و محترم ملک مبارک احمد صاحب مرحوم استاذ الجامعہ اس کے رئیس التحریر مقرر ہوئے۔

1973ء میں حضرت سید میر داؤد احمد صاحب کی وفات کے ساتھ ہی علم و تحقیق کا یہ عظیم عربی مجلّہ بھی اخبارات و رسائل کے افق سے غائب ہو گیا۔

(ماخوذ از رسالہ بدر قادیان 25 دسمبر 2002ء)

الحرکۃ الأحمدیۃ فی البلاد العربیۃ

10 ستمبر 1934ء کو حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری نے ایک مضمون تحریر فرمایا جس کا عنوان ادارہ الفضل نے ''حفاظت و اشاعت حق کے متعلق ایک احمدی مربی کی کامیاب جدوجہد'' قائم کر کے درج ذیل کامیاب مساعی کا ذکر کیا:

ایک انگریز خاتون کا قبول حق

ہمارے نئے احمدی بھائی السید احمد آفندی ذہنی کی بیوی ایک انگریز لیڈی ہیں وہ متعصب مسیحی خاتون تھیں۔ انجیل خوب جانتی ہیں۔ میں جب قاہرہ آیا تو ان کو دعوت الی اللہ (-) کی گئی۔ چونکہ وہ عربی اچھی طرح نہیں جانتی اس لئے میرے بیان کو انگریزی میں بیان کرنے کے لئے السید ذہنی آفندی ترجمان ہوتے۔ متعدد مرتبہ گفتگو ہوئی، ہر سوال کا کافی و وافی جواب دیا گیا۔ آخر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے 18 اگست کو اس نے میرے ذریعہ (دین) قبول کر لیا۔

ایک یہودی سے گفتگو

ایک یہودی مکان پر آئے انہوں نے میرا عبرانی اشتہار پڑھا تھا۔ قریباً دو گھنٹہ تک ان سے آنحضرت ﷺ کے متعلق تورات کی پیشگوئیوں پر گفتگو ہوئی۔ بعض غیر احمدی اصحاب بھی اس موقعہ پر حاضر تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب پر اچھا اثر ہوا۔

عیسائیوں کا مباحثہ سے فرار

مصر کے سب سے بڑے دشمن اسلام پادری سرجیوس کے گرجا میں گیا۔ وہ وعدہ کے باوجود مجھے سوالات تک کرنے کی اجازت نہ دے سکے۔ جب میں نے دیکھا کہ زبانی گفتگو کی کوئی صورت نہیں ہے تو میں نے کھلی چٹھی برائے تحریری مناظرہ شائع کر دی۔ یہ ٹریکٹ بکثرت شائع کیا گیا۔ خاص طور پر پادری صاحب مذکور کے گرجا کے پاس زیادہ تقسیم کیا گیا۔ قاہرہ کے روزانہ اخبار الکشکول نامی نے بھی ہماری اس کھلی چٹھی کو شائع کیا۔ اس پر پادری سرجیوس نے اپنے ہفتہ واری رسالہ المنارۃ المصریۃ میں طویل مضمون لکھا جس میں گالیوں کے علاوہ سیاسی مسائل کا جھگڑا اور عیسائیوں کی اقلیت کا رونا رونا شروع کر دیا۔ آخر ہماری کھلی چٹھی کے ایک حصہ کو نقل کر کے مناظرہ سے صاف انکار کر دیا۔ جس سے عیسائیوں کے سمجھ دار طبقہ میں حیرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ کئی مسیحی دوستوں نے پادری صاحب کے رویہ پر نفرت کا اظہار کیا اور انہیں مناظرہ پر تیار کرنے کے لئے آمادگی ظاہر کی۔ میں نے پادری صاحب کے اس مضمون کا جواب روزنامہ الکشکول کی اشاعت 2 ستمبر میں مفصل شائع کیا ہے۔ نہایت نرم لہجہ میں دوبارہ فیصلہ کن تحریری مناظرہ کے لئے بلایا ہے۔ میرے مضمون کو ایڈیٹر صاحب الکشکول نے بہت پسند کیا۔ امید نہیں کہ پادری صاحب مذکور مناظرہ کے لئے تیار ہوں۔ بہرحال جماعت احمدیہ مصر نے فیصلہ کیا کہ پادری صاحبان کو گھر تک پہنچانے کے لئے پورے طور پر ان پر اتمام حجت کی جائے۔ اگر پادری سرجیوس نہیں تو کوئی اور ہی اس میدان میں نکلے......

علمی مکالمہ

ڈاکٹر زکی مبارک مصر کے مشہور ترین ادباء میں سے ہیں۔ میں نے ان سے ملاقات کے لئے وقت مقرر کیا۔ مقررہ وقت پر ان کے پاس ایک بڑا ازہری عالم بھی موجود تھا۔ میرے ساتھ برادرم منیر آفندی الحصنی بھی تھے۔ ڈاکٹر موصوف خوش اخلاق سے پیش آئے۔ قریباً ایک گھنٹہ تک قرآن مجید کے بعض لغوی مفصلات کے متعلق تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ مستشرقین اور دینی نقطہ نگاہ سے عربی زبان کے اشتقاقات اور دوسری زبانوں سے نسبت پر علمی محادثہ جاری رہا۔ ڈاکٹر صاحب اور ان کے ازہری ساتھی نے ہماری گفتگو کو بہت پسند کیا اور بعض باتوں کو بالکل اچھوتا قرار دے کر تسلیم کیا اور بعض نظریوں کی تحقیقات کا وعدہ کیا۔

(الفضل قادیان 9 اکتوبر 1934ء صفحہ 6-7)

معجزانہ حفاظت کا واقعہ

حضرت مولانا کے قیام فلسطین کے دوران ایک بار آپ پر مخالفین نے بندوق سے فائرنگ کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو معجزانہ طور پر محفوظ رکھا۔

حیفا کے بعض شریروں نے یہ منصوبہ بنایا اور ایک رات مسلح ہو کر گھات لگا کر بیٹھے کہ جب حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کبابیر سے واپس تشریف لائیں تو انہیں قتل کر دیں۔ لیکن خدائے قادر کی قدرت سے اس وقت ان کی بندوقیں نہ چل سکیں اور وہ آپ پر ایک گولی بھی چلانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اس بات کا اعتراف اس سازش میں شریک ایک شخص نے بعد میں اہل کبابیر کے سامنے کیا۔ دوسری طرف حضرت مولانا صاحب نے خود بھی اس گھات کی جگہ سے گزرتے ہوئے ایسا خوف محسوس کیا تھا جس کا ذکر انہوں نے وہاں پہنچتے ہی احباب جماعت کے سامنے کیا تھا۔ (الکبابیر۔ بلدی از عبداللہ اسعد)

حضرت مصلح موعود نے مولانا موصوف کی مساعی کے بارہ میں جلسہ سالانہ 1933ء کے موقعہ پر اپنی تقریر میں فرمایا:

مولوی اللہ دتا صاحب شام اور مصر میں اچھا کام کر رہے ہیں...... حیفا میں ایک بڑی جماعت قائم ہے جس کے افراد مولوی جلال الدین صاحب شمس کے وقت کے ہیں مگر مولوی اللہ دتا صاحب کام کو خوب پھیلا رہے ہیں۔

(الفضل 7 جنوری 1934ء، تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ......)

بعض تاثرات اور دلچسپ واقعات

مولانا محمد حمید کوثر صاحب اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

جب مولانا ابو العطاء صاحب حیفا پہنچے تو مولانا جلال الدین شمس صاحب کے ساتھ حیفا کے علاقہ (برج) شارع سنتو پر واقع ایک کرایہ کے مکان میں رہا کرتے تھے۔ مکرم عبدالمالک محمد عودہ ساکن کبابیر بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں ان کی ملاقات کے لئے گیا۔ مولانا شمس صاحب نے کھانا تیار کیا اور ہم سب نے تناول کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب مولانا ابو العطاء صاحب ہاتھ دھونے کے لئے غسل خانے میں گئے تو ہم میں سے کسی نے مولانا شمس صاحب سے کہا کہ نئے (مربی) تو کمزور سے معلوم ہوتے ہیں۔ اس پر مولانا شمس صاحب نے فرمایا کہ ابھی آپ ان کی خداداد صلاحیتوں سے واقف نہیں ہیں۔ وہ بہت بڑے عالم دین اور کامیاب مناظر ہیں اور آپ کو مستقبل قریب میں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کتنے

بڑے عالم دین ہیں۔ سامعین اس جواب پر خاموش ہوگئے اور مستقبل نے روز روشن کی طرح ثابت کر دیا کہ جو کچھ حضرت مولانا شمس صاحب نے فرمایا تھا وہ بالکل درست تھا۔

مکرم عبدالمالک محمد عودہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مولانا ابو العطاء صاحب جب شروع میں فلسطین تشریف لائے تو اپنا زیادہ وقت مطالعہ میں گزارتے تھے۔ صرف دروس اور بحث مباحثہ کے وقت ہی احباب کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ آپ کا طریق یہ تھا کہ حسب ضرورت چند کتابیں لے کر باہر کھیتوں یا پہاڑیوں کی طرف چلے جاتے تھے جہاں اکثر وقت دعاؤں اور مطالعہ میں گزارتے۔ عربی اخبارات کا روزانہ باقاعدگی سے مطالعہ فرماتے تھے۔

مکرم حامد صالح عودہ ساکن کبابیر بیان کرتے ہیں کہ مولانا ابوالعطاء صاحب جب کبابیر میں سکونت پذیر ہوئے تو ہم مولانا کے کمرہ میں جمع ہوجاتے اور مولانا ہمیں دودھ والی انڈین چائے بنا کر پلایا کرتے تھے۔ ہم مولانا کو کہتے کہ یہ چائے بہت مزیدار ہے۔ ہم روزانہ یہاں آپ کے پاس چائے پینے کے لئے آیا کریں گے۔ اس پر مولانا بڑی بے تکلفی کے انداز میں فرمایا کرتے تھے کہ ہر روز نہیں بلکہ کبھی کبھی۔

عبدالمالک محمد عودہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مکرم منیر الحصنی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مولانا ابوالعطاء صاحب کو زبردست قوت بیان عطا فرمائی تھی اور مزاحاً فرمایا کرتے تھے کہ اگر ایک کمرہ خالی ہو اور مولانا ابو العطاء صاحب یہ ثابت کرنا چاہیں کہ یہ کمرہ سونے چاندی سے بھرا ہوا ہے تو شاید بڑی ہی آسانی اور ٹھوس دلائل سے ثابت کر دیں گے کہ ہاں یہ کمرہ سونے چاندی سے بھرا ہوا ہے۔

مکرم عبدالمالک محمد عودہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ تین علماء مولانا ابو العطاء صاحب کے پاس آئے، ایک کا نام شیخ حسن، دوسرے کا شیخ توفیق اور تیسرے کا نام یاد نہیں رہا۔ انہوں نے مغرب کی نماز مولانا کی اقتداء میں پڑھی۔ اس کے بعد مسئلہ ختم نبوت پر بحث ہوتی رہی یہاں تک کہ جب عشاء کی نماز کا وقت ہوگیا تو ان تینوں علماء نے مولانا ابو العطاء صاحب کی اقتداء میں نماز پڑھنے سے گریز کیا۔ بعد از نماز مولانا صاحب کے دریافت کرنے پر انہوں نے کہا کہ جو شخص سورہ فاتحہ صحیح عربی تلفظ کے ساتھ نہیں پڑھتا ہم ایسے عجمی کے پیچھے نماز ادا نہیں کرتے۔ مولانا نے فرمایا کہ عجمی مسلمانوں کی تعداد تو عرب مسلمانوں سے زیادہ ہے اور انکا تلفظ بھی عربی نہیں۔ کیا ان کی نماز اللہ کے نزدیک مقبول نہیں؟ اگر آپ کو اپنی زبان دانی پر اتنا ہی فخر ہے تو آئیں اور میرے ساتھ قرآن مجید کی تفسیر لکھنے کا مقابلہ کر لیں۔ انہوں نے مولانا صاحب کے اس چیلنج کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ اسکے لئے تو ہم تیار نہیں ہیں۔

مکرم عبدالمالک صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ (حمادی) خاندان کے چند نوجوان مولانا ابوالعطاء صاحب کے پاس آئے اور ختم نبوت کے موضوع پر بحث ہوئی۔ بحث کے آخر پر نوجوان کہنے لگے ہم دوبارہ آئیں گے اور اس موضوع پر پھر بات ہوگی۔ چنانچہ تین ماہ بعد یہ لوگ دوبارہ آئے اور اس موضوع پر بات ہوئی۔ بحث کے اختتام پر مولانا نے ان سے پوچھا کہ اب کب ہماری آپ سے ملاقات ہوگی۔ انہوں نے جواباً کہا کہ: قیامت کے دن۔ مولانا نے فرمایا کہ وہاں ہماری آپ سے ملاقات نہیں ہوسکے گی۔ اگر آپ بھی حضرت امام مہدی پر ایمان لے آئے تو ملاقات کی توقع کی جاسکتی ہے۔

شکست کی وجہ علم لاہوت سے ناواقفیت

مسلمانوں کے ایک عالم شیخ محمد قدسی عیسائی ہو کر شیخ برنابہ بن گئے اور عیسائیت کی دعوت الی اللہ شروع کر دی۔ ایک دفعہ جماعت احمدیہ حیفا کے چند افراد نے ان سے ملاقات کر کے انہیں احمدی مربی مولانا ابو العطاء صاحب کے ساتھ مناظرہ پر راضی کر لیا۔ مناظرہ کی تاریخ مقرر ہوئی اور جب مناظرہ شروع ہونے لگا تو مولانا صاحب نے قبلہ رو ہو کر دعا کی۔ احباب جماعت نے مولانا سے پوچھا کہ آپ نے کیا دعا کی؟ تو انہوں نے بتایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا رب اس مناظرہ کا نیک اثر سامعین پر قائم ہو۔ اس عیسائی کی لفاظی اور ملمع سازی سے عوام الناس متاثر نہ ہوں بلکہ جو حقیقت اور حق میں بیان کروں اس سے یہ متاثر ہوں۔ الحمد للہ ایسا ہی ہوا۔ مولانا نے ٹھوس دلائل سے دین کی حقانیت ثابت کر دی۔ جب عیسائی صاحبان نے اپنے پادری کی شکست کو محسوس کیا تو انہوں نے مولانا کو کہا کہ شیخ برنابہ عیسائیت میں نیا نیا داخل ہوا ہے۔ وہ علم لاہوت نہیں جانتا۔ ہم ایک دوسرے عیسائی پادری سے بات کریں گے کہ وہ آپ سے مناظرہ کرے۔ کیونکہ وہ علمِ لاہوت کا عالم ہے۔ مگر کوئی دوسرا پادری مولانا سے مناظرہ کے لئے تیار نہ ہوا۔

مولانا موصوف نے ایک مقالہ بعنوان عشرون دليلا على بطلان لاهوت المسيح پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا اور اسے خوب تقسیم کیا گیا۔ اس مضمون کو پڑھنے کے بعد ایک عیسائی خاتون دمشق سے حیفا آئیں اور مولانا سے ان دلائل کے متعلق مزید بحث کرنا چاہی۔ مولانا نے ان کو اپنے پیش کردہ دلائل کی حقانیت سمجھائی۔ نیز کہا کہ یسوع مسیح پر ایمان لانا کسی طرح بھی نجات کا موجب نہیں ہوسکتا۔ جب اس نے مولانا کے ٹھوس دلائل کو سنا اور ان کا کوئی جواب نہ دے سکی تو کہنے لگی کہ میں تو علم لاہوت سے زیادہ واقف نہیں ہوں۔ میں کسی بڑے پادری سے بات کروں گی کہ وہ آپ سے بات کریں۔ اس طرح وہ چلی گئیں اور بعد میں اس کی طرف سے کسی طرح کی کوئی اطلاع مناظرہ کے لئے نہ ملی۔

مکرم عبدالمالک محمد عودہ صاحب نے بتایا کہ ایک دفعہ ایک پولیس افسر جس کا نام محمد یا فیصل تھا اور حیفا کے حسینی خاندان سے اس کا تعلق تھا، رات کو تقریباً گیارہ بجے احمدیہ بیت کبابیر چند سپاہیوں کے ساتھ آیا اور مولانا موصوف کے کمرے کا دروازہ دھکا دے کر کھول دیا اور اندر داخل ہوگیا۔ اس پر مولانا نے اسے فوراً کمرہ سے باہر جانے کے لئے کہا۔ اس نے انکار کیا۔ مولانا نے اسے زبردستی کمرہ سے باہر دھکیل دیا اور دروازہ بند کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ کمرہ سے باہر تشریف لائے اور پوچھا کیا بات ہے؟ پولیس افسر نے کہا کہ آپ میرے ساتھ تھانہ چلیں۔ مولانا نے فرمایا: میں پولیس چوکی جانے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ اگر میں تھانہ گیا اور وہاں افسران بالا کے سامنے حقیقت بیان کی تو آپ کو نوکری اور وردی سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ مولانا نے مزید فرمایا کہ پولیس کا کام امن کی حفاظت کرنا ہوتا ہے، اگر پولیس ہی عوام الناس کے امن کو خراب کرنے کا باعث بن جائے تو چور اور سپاہی میں کیا فرق رہا اور خاص طور پر ایک پولیس افسر رات کے اندھیرے میں کسی کا دروازہ توڑ کر گھر میں داخل ہو جائے تو اسے منصب پر رہنے کا کوئی حق نہیں۔ مولانا نے اسے سمجھایا کہ اگر آپ کو مجھ سے کوئی کام تھا تو آپ کو پہلے دروازہ کھٹکھٹانا چاہئے تھا۔ اگر میں نہ کھولتا تو آپ کا حق تھا کہ دروازہ توڑ دیتے۔ مگر رات کے اندھیرے میں بغیر کسی اطلاع کے اچانک دروازہ توڑ کر کسی کے گھر داخل ہونا بد ترین جرم ہے۔ سپاہیوں نے اپنے افسر کی غلطی کو محسوس کیا اور بتایا کہ پولیس افسر نے شراب پی ہوئی ہے نشے کی حالت میں اس نے ایسا کیا ہے۔ ہم آپ سے معذرت چاہتے ہیں۔ مولانا معاملہ کو طول دینا نہ چاہتے تھے اس لئے بات کو وہاں ہی ختم کر دیا۔

حضرت مولانا ابوالعطاء بیان فرماتے ہیں کہ:

جماعت احمدیہ کے عقائد کے بارہ میں ایک دفعہ ایک ٹریکٹ شائع کیا گیا۔ مجھے خدشہ تھا کہ مخالف حکومت کے ذریعہ اس کی ضبطی کی کوشش کریں گے۔ اس کا حل آپ نے یہ نکالا کہ اس کے شائع ہوتے ہی جلد از جلد اسے ڈاک کے ذریعہ بھجوا کر اس کی اشاعت ہر طرف کر دی۔ آپ کا خدشہ درست ثابت ہوا۔ حکومت کی مشینری حرکت میں لائی گئی اور ایک سرکاری افسر آیا۔ اس کے استفسار پر اسے بتایا گیا کہ سارے ٹریکٹ تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جو چند باقی تھے وہ اس افسر نے اپنے قبضہ میں کر لئے، اور بس۔ آپ کی دانشمندی اور پرحکمت کاروائی سے صرف شدہ روپیہ اور محنت ضائع ہونے سے بچ گئی۔

شیخ محمود احمد عرفانی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

عبدالحمید خورشید مولانا جلال الدین صاحب شمس کے ہاتھ پر احمدی ہوا تھا اسے دعوت الی اللہ کا بے حد شوق تھا اور اس جوش کی وجہ سے وہ اپنے حلقہ احباب میں سخت معتوب ہوگیا تھا۔ اکثر لوگ اس کے دشمن ہوگئے تھے اور اس کو نقصان پہنچانے کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ ایک دفعہ مولانا ابو العطاء کے زمانہ قیام میں وہ جب کہ ایک نمبر ''البشریٰ'' کا تقسیم کر رہا تھا تو اس کے خلاف بے حد جوش پھیل گیا۔ علمائے ازھر نے اپنے رسالہ ''انوار الاسلام'' میں ایک لمبا چوڑا مضمون احمدیت کے خلاف شائع کیا تھا۔ اس مضمون کو مصر میں ہی نہیں بلکہ تمام عالم اسلامی میں بڑی اہمیت دی گئی۔ فلسطین، شام، عراق، عدن، کویت، سنگاپور اور مراکش کے اخباروں میں میں نے خود اسے چھپا دیکھا تھا۔ البشریٰ میں مولانا ابو العطاء نے اس رسالہ کا جواب لکھا۔ اس جواب کی اشاعت نہایت ضروری تھی اور ضرورت تھی کہ ازھر اور اس کے گرد و پیش میں اسے بکثرت تقسیم کیا جائے۔ تمام احمدیوں نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ عبدالحمید آفندی خورشید نے اسے شارع ازھر میں تقسیم کرنا شروع کیا۔ ایک قہوہ خانہ میں ازھری طالبعلم جمع تھے انہوں نے عبدالحمید کو گھیر لیا۔ پہلے تو اس سے بحث مباحثہ کرتے رہے، پھر لڑائی کی صورت بنا لی اور انہوں نے ارادہ کیا کہ اسے مار ڈالیں۔ مگر گشت پر گزرنے والے سپاہی نے اس کی جان بچائی۔ عبدالحمید جب ان بھیڑیوں میں سے نکل کر چل پڑا تو بعض شریر بھی اس کے پیچھے چل پڑے مگر عبدالحمید ایک گلی میں گھس گیا اور گھوم کر اپنے ایک واقف کار کے مکان میں داخل ہوگیا۔ جہاں ساری رات اس کا مراقبہ کیا گیا اور فجر کی نماز کے وقت وہ دشمن اس جگہ کو چھوڑ کر چلے گئے۔

مدرسہ احمدیہ جدید خطوط پر

شیخ محمود احمد عرفانی صاحب فرماتے ہیں:

ایک مفید اور عظیم الشان کام کی داغ بیل مولانا ابو العطاء کے ہاتھوں ڈالی گئی اور وہ مدرسہ احمدیہ کا قیام تھا۔ مولانا جلال الدین صاحب شمس کے زمانہ میں وہاں ایک پرانی طرز کا مدرسہ تھا جس میں شیخ عبد القادر صاحب مغربی بچوں کو قرآن شریف پڑھایا کرتے تھے لیکن بڑھنے والی قوم کا قدم آگے ہی آگے بڑھتا ہے۔ ہمارے بچے اگر غیروں کے مدرسوں میں جائیں تو یہ اندیشہ شدید

تھا کہ مخالف اساتذہ ان کو اپنے خیالات سے مسموم نہ کریں۔ اس لئے یہ شدید ضرورت تھی کہ وہاں جدید نظام پر ایک مدرسہ قائم کر دیا جائے۔ اس کے لئے سخت مشکلات تھیں۔ کبابیر میں کوئی مدرس نہیں مل سکتا تھا۔ غیر احمدی مدرس کو اپنے مدرسہ میں رکھنے سے ہماری غرض مفقود ہو جاتی تھی۔ اس لئے بہت سی پریشانیوں میں سے گزرنا پڑا۔ آخر تجویز ہوئی کہ مصر سے ایک نوجوان احمدی فلسطین بھیج دیا جائے۔ کچھ وہ اور کچھ شیخ عبدالقادر مغربی اور کچھ مشنری خود پڑھائے اور اس طرح مل ملا کر مدرسہ کو چلایا جائے۔ اس غرض کے لئے محمد سعید بخت ولی نامی نوجوان کو منتخب کیا گیا۔ محمد سعید ازھر میں ایک طالبعلم تھا۔ اس کا والد افغانی رواق کا شیخ تھا۔

محمد سعید احمدی ہو کر سلسلہ میں داخل ہوا۔ علماء ازھر نے تحقیقات کر کے اس کو ازھر سے خارج کر دیا۔ وظیفہ بند کر دیا۔ مگر وہ اس تکلیف میں بھی ثابت قدم رہا۔ اس لئے تجویز ہوئی کہ اسے مدرسہ کے لئے فلسطین بھیج دیا جائے۔ مگر حکومت فلسطین نے اسے فلسطین میں جانے کی اجازت نہ دی۔ ایک لمبی جدوجہد کے بعد مولانا اس کے فلسطین لے جانے میں کامیاب ہو گئے اور مدرسہ کی شکل کو تبدیل کر کے جدید نظام مدارس کی طرز پر مدرسہ کا افتتاح کر دیا۔

ایک لطیف اور تاریخی بات

حیفا، ناصرہ کے قریب ہی ہے۔ ناصرہ سے حیفا کو سیدھا راستہ جاتا ہے۔ ناصرہ میں حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے جس کی وجہ سے وہ ناصری کہلائے۔ ناصرہ کے رہنے والے مسیحؑ نے بیت المقدس آ کر مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ کا مطالبہ کیا۔ زمینوں کے اور پہاڑوں کے دامن میں رہنے والے ماہی گیروں نے اس آواز پر لبیک کہی۔

انیس سو سال کے بعد جبل کرمل پر پھر ایک دفعہ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ کی آواز گونجی۔ جس کا جواب کبابیر اور اس کے گرد و نواح کے عرب سنگ تراشوں اور مزدوروں نے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کے پُرکیف و پُروجد نغمہ میں دیا۔ یہاں اور وہاں فرق اس قدر تھا کہ وہاں مسیح خود بول رہا تھا اور یہاں مسیح کا ایک خادم آواز دے رہا تھا۔

عبرانی کی تعلیم

فلسطین میں یہودی اور عیسائی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ سو مولانا نے یہ ضروری خیال کیا کہ اس زبان کی تکمیل و تحصیل کی جائے جو مسیحؑ کی اپنی زبان تھی تا کہ پرانے نوشتوں کو ان کی اصلی زبان میں پڑھا جا سکے اور یہودی قوم کو ان کی زبان میں پیغام دعوت دیا جا سکے۔ الغرض اس کے لئے بعض یہودی معلموں کو تنخواہ دے کر مولانا نے عبرانی زبان سیکھی اور اس پر کافی عبور حاصل کیا۔

فلسطین کی جماعت کی مرکز سے ہمیشہ وابستگی کے لئے ہمارے مربی نے ایک شاندار کام یہ کیا کہ ایک بہت بڑا قطعہ زمین وہاں کی جماعت سے لے کر صدر انجمن احمدیہ کے نام وقف کرا دیا۔ آج اس کام کی قیمت ممکن ہے کہ اتنی نہ سمجھی جائے لیکن وقت آئے گا کہ یہ عظیم الشان کام اپنی اہمیت کو خود ظاہر کر دے گا۔ اس کام کی وجہ سے وہاں کی جماعتوں کو مرکز سلسلہ کے ساتھ شدید وابستگی رہے گی۔

جماعت کو رجسٹرڈ کرانے کی مساعی

ہمارے مربی نے اس عرصہ میں یہ بھی سعی کی کہ ہماری جماعت احمدیہ فلسطین کو سرکاری کاغذات میں رجسٹرڈ کرا کر ایک مسلمہ حیثیت دے لیں۔ اس کام میں بہت سی مشکلات تھیں مگر اللہ تعالیٰ کا فضل ان کے شامل حال رہا ہے اور جماعت کو سرکاری حلقوں میں ایک جماعت تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اس طرح سے ایک نہایت ہی ٹھوس کام کو گزشتہ ساڑھے چار سال کے عرصہ میں سرانجام دیا گیا۔ جماعت کا بیج فلسطین، شام، عراق، شرق اردن، مصر، اور سوڈان تک پھیل گیا ہے اور پھیل رہا ہے۔ اور یہ چھوٹے چھوٹے پودے بڑھ رہے ہیں اور ترقی حاصل کر رہے ہیں۔ وقت آنے پر وہ بہت بڑے تن آور درخت بن جائیں گے۔

(ملخص از الحکم 14 اور 28/مارچ و 7/اپریل 1936ء محمود احمد عرفانی صاحب کا مضمون)

عربی پریس میں جماعت احمدیہ کی خدمات کی بازگشت

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کی بلاد عربیہ میں مساعی کے آخر پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس عرصہ کے عربی اخبارات میں جماعت کی کوششوں کا، جماعت احمدیہ کی حیرت انگیز کامیابی اور قابل تقلید ...... خدمات کا جو کھلا اقرار کیا گیا اس کا کچھ ذکر کیا جاتا ہے۔

✿ ...... چنانچہ قاہرہ کے اخبار (الفتح) 20 جمادی الآخر 1351ھ مطابق 22/اکتوبر 1932ء نے جماعت احمدیہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

میں نے دیکھا ہے کہ قادیانی تحریک ایسی حیرت انگیز چیز ہے۔ قادیانیوں نے تقریری اور تحریری طور پر مختلف زبانوں میں اپنی آواز بلند کی ہے نئی اور پرانی دنیا کے مشرق و مغرب میں مختلف ملکوں اور قوموں میں بذلِ مال کے ذریعہ اپنے پیغام کو تقویت پہنچائی ہے۔ انجمنیں اور جمعیتیں مرتب کر کے زبردست حملہ کیا ہے یہاں تک کہ ان کا معاملہ عظیم الشان ہو گیا اور ایشیا، یورپ، امریکا اور افریقہ میں ان کے مرکز قائم ہو گئے جو ہر طرح سے علمی اور عملی طور پر عیسائیوں کے مشنوں کے ہم پلہ لیکن تاثیر و کامیابی کی رو سے ان میں اور مسیحیوں میں کچھ نسبت نہیں، کیونکہ قادیانی ...... حقائق اور حکمتوں کی وجہ سے عیسائیوں سے بدرجہا زیادہ کامیاب ہیں۔

✿ ...... پھر لکھا:

یعنی میرے تعجب کی کوئی انتہا نہیں رہتی جبکہ میں ان لوگوں (جماعت احمدیہ کے افراد) کو جو علو ہمت اور علوم جدید میں اس درجہ ترقی کر گئے ہیں کہ آج تک کوئی ...... فرقہ وہاں تک نہیں پہنچا دیکھتا ہوں، کہ یہ لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کے ایجاد کردہ حیلہ و فریب سے کس طرح دھوکہ کھا گئے ہیں۔

✿ ...... پھر لکھا ہے:

جو شخص معاملہ فہم ہو اور ان لوگوں کے حیرت انگیز کارناموں کو دیکھے وہ یقیناً اس چھوٹی سی جماعت کے جہاد کو دیکھ کر حیران اور انگشت بدنداں رہ جائے گا۔ اس جماعت نے وہ کام کیا ہے جس کو کروڑوں ...... نہ کر سکے۔ ان لوگوں نے اپنے جہاد اور کامیابی کو اپنے دعویٰ کی صداقت پر سب سے بڑا معجزہ قرار دیا ہے۔

✿ ...... آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی احمدیت کے بیرونی مشنوں اور ریویو آف ریلیجنز انگریزی و اردو کے ذکر کے بعد لکھا:

کیا ان حالات میں ...... پر واجب نہیں کہ اہل یورپ و امریکہ کے ذہنوں سے وہ فاسد خیالات دور کریں جو وہ اسلام اور آنحضرت ﷺ کے متعلق رکھتے ہیں۔ یقیناً واجب ہے اور یہ ...... کے سلاطین، علماء، اغنیاء، اور فقراء کا فرض ہے۔ مگر کون ہے جو ان اوہام کو دور کرنے کے لئے جدوجہد کر رہا ہو؟ ہرگز کوئی نہیں۔ صرف اکیلے احمدی ہیں جو اپنے اموال اور جانوں کو اس راہ میں خرچ کر رہے ہیں۔ ہاں اگر ...... کے زعماء اور مصلحین کھڑے بھی ہوں اور چلاتے چلاتے ان کی آواز بیٹھ جائے اور لکھتے لکھتے ان کے قلم ٹوٹ جائیں تب بھی وہ تمام ...... دنیا سے مال اور مردانہ وار کارناموں کے لحاظ سے اس کا دسواں حصہ بھی جمع نہیں کر سکتے جس قدر یہ چھوٹی سی جماعت خرچ کر رہی ہے۔

(اخبار الفتح 20 جمادی الآخر 1351ھ مطابق 22/اکتوبر 1932ء، الفضل 25/دسمبر 1932 صفحہ 5-6، بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 4 تا 6)

✿ ...... اسی طرح جامعہ ازہر کے ماہوار رسالہ "نور الاسلام" نے بھی انہی دنوں لکھا کہ:

قادیانی لوگ اپنے مذہب کی طرف دعوت دینے میں مستعدی اور نشاط سے کام کر رہے ہیں اور چونکہ وہ اپنے دین کی بنیاد (دینی) تعلیمات پر رکھتے ہیں اس لئے ان کو موقعہ مل گیا کہ ...... کے ...... ہونے کا دعویٰ کریں۔ انہوں نے اپنے ...... شام، فلسطین، مصر، جدہ، عراق اور دوسرے بلاد اسلامیہ کی طرف بھیجے ہیں۔ کئی مرتبہ ہمارے پاس بلاد عربیہ اور امریکہ سے خطوط آتے ہیں جن کے لکھنے والوں نے دریافت کیا ہے کہ اس جماعت اور دین کی حقیقت کیا ہے اور ان کا ...... سے کس قدر تعلق ہے۔

(نور الاسلام رجب 1351ھ جلد 2 نمبر 7/اکتوبر، نومبر 1932ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 6 ص 6-7)

مولانا ابوالعطاء صاحب کی حیفا سے واپسی

حضرت مولانا ابو العطاء صاحب خدمت سلسلہ سے بھرپور ساڑھے چار سال گزارنے کے بعد 10/فروری 1936ء کو حیفا سے واپس قادیان جانے کے لئے روانہ ہوئے اور 23/فروری 1936ء کو خیریت سے قادیان دارالامان پہنچ گئے جہاں آپ کا والہانہ استقبال کیا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ازراہ شفقت بنفس نفیس ریلوے سٹیشن پر تشریف لائے اور شرف مصافحہ و معانقہ کے بعد اپنی موٹر کار میں بٹھا کر شہر میں لے آئے۔

(ماخوذ از الحکم قادیان 28/فروری و 7/مارچ 1936ء)

عراق میں شیخ احمد فرقانی کی شہادت

حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری کی مبارک مساعی کے ایمان افروز تذکرے کے بعد اب ہم اس عرصہ کے دیگر تاریخی حالات اور جماعت احمدیہ کی عربوں میں تاریخ کے بعض اور واقعات کی طرف لوٹتے ہیں۔

جنوری 1935ء کے وسط میں عراق کے ایک نہایت مخلص احمدی حضرت شیخ احمد فرقانی کا سانحہ شہادت پیش آیا جس کی اطلاع ایک احمدی عرب نوجوان الحاج عبداللہ صاحب (جو کہ لمبا عرصہ قادیان میں علم دین سیکھنے کے بعد ان دنوں اپنے وطن میں مصروف دعوت تھے) کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں پہنچی۔

چنانچہ انہوں نے 16/جنوری 1935ء کو عریضہ لکھا

باقی صفحہ 6 پر

مکرم محمد کبیر صاحب

28 مئی کو راہ مولیٰ میں قربان ہونے والے میرے دو بھائی

مکرم انیس احمد صاحب اور مکرم منور احمد صاحب

مکرم انیس احمد صاحب اور مکرم منور احمد صاحب لاہور ابن مکرم صوبیدار منیر احمد صاحب لاہور دونوں بھائیوں کو 28 مئی 2010ء کو راہ مولیٰ میں قربان ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

دونوں بھائی پیدائشی احمدی تھے۔ نڈر اطاعت گزار اور خدمت دین کرنے والے تھے۔ اور منور احمد صاحب تو نہایت نڈر پرجوش داعی الی اللہ بھی تھے۔ مکرم انیس احمد صاحب کی طبیعت نہایت پر سکون ٹھنڈی اور سادہ تھی۔ وہ کبھی غصہ میں نہ آتے۔

مکرم انیس احمد صاحب کو باہر کے ملک جانے کا بہت شوق تھا۔ کئی بار کوشش کی بہت سے ایجنٹوں کو باہر جانے کی غرض سے رقم دے دیتے۔ اور ناکامی ہوئی، اس طرح مکرم انیس احمد صاحب نے اپنی تمام جمع پونجی باہر جانے کی غرض سے ضائع کر لی ایجنٹوں کو دے رکھی تھی۔ جو ابھی تک قابل وصولی ہے۔ خاکسار مکرم انیس احمد صاحب کے بارے میں اکثر سوچتا کہ گزشتہ سات سالوں سے مسلسل باہر جانے میں ناکام ہو رہا ہے مگر مذکورہ بالا واقعہ نے تو خاکسار کی آنکھیں ہی کھول دیں کہ محمد کبیر تم جس پاک وجود کو بدقسمت سمجھ رہے تھے وہ اپنے پروردگار کو کتنا عزیز تھا۔ کہ تمہاری آنے والی نسلیں بھی اس وجود کی احسان مند رہیں گی۔ اور رہتی دنیا تک اس کا نام زندہ رہے گا۔ اسے اس کے زندہ خدا نے ہمیشہ کی زندگی دے دی اس کی سادگی اور پاکیزگی خدا کو کتنی پسند تھی کہ اس سادہ سے شخص کو اتنا بلند مقام عطا فرمایا کہ رشک آتا ہے کہ وہ میرا بھائی ہے۔

ہم چار بھائی اور ایک بہن تھے۔ مگر مکرم انیس احمد صاحب بچپن ہی سے سادہ مزاج جماعت سے نہایت محبت کرنے والے خادم دین اور مخلص شخص تھے۔ ان کی ذات سے کسی کو کبھی نقصان نہیں پہنچا۔ وہ بچوں میں ہر دل عزیز تھے۔ خاندان کے تمام بچوں کو خواہ وہ سسرال میں سے ہوں یا ہم بھائی بہنوں کے سب کے ساتھ نہایت ہی پیار کرتے اور ان کے ساتھ بالکل بچے بن کر کھیلتے مکرم انیس احمد صاحب نے جماعت میں اتنی مرتبہ خون کا عطیہ دیا ہے کہ ہماری والدہ محترمہ مرحومہ فرماتی تھیں کہ انیس تو اسی بات پر ہی بخشا جائے گا۔ کیونکہ یہ صدقہ جاریہ ہے۔ اور اللہ کو وہ شخص بہت پسند ہوتا ہے جو کسی کی جان بچاتا ہے مکرم انیس احمد نے میری زوجہ محترمہ کو بھی بلڈ دیا تھا۔ اور ایک مرتبہ مکرم انیس احمد صاحب نے اپنی بھابی کی جب وہ ہسپتال میں تھیں اتنی خدمت کی کہ میں خود حیران تھا کہ تین ماہ دن رات جاگ کر ہسپتال میں گزارے اور مجھے کہتے آپ گھر امی ابو کا خیال رکھیں۔ میں ان کی خدمت کرتا ہوں۔ وہ اپنے آرام کا خیال نہیں کرتے تھے۔ کسی کو مشکل میں دیکھ کر بہت پریشان ہو جایا کرتے تھے۔ 28 مئی کو 10/11 بجے خاکسار سے بات ہوئی کہ میں اور آپ دونوں ابو جان کو سوٹ دینے چلیں گے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے آپ میرے آفس آ جانا اکٹھے شام کو گھر چلے جائیں گے۔ مگر کیا پتا تھا کہ ہم دونوں اکٹھے تو جائیں گے مگر وہ میرے کندھے پر جائے گا۔ اس بات کو نہیں جانتا تھا۔ میں نے بچپن میں تو کئی مرتبہ مکرم انیس احمد کو اور مکرم منور احمد صاحب کو باری باری اپنے کندھے پر اٹھایا تھا مگر ایک ساتھ دو جوان بھائیوں کو کبھی نہیں اٹھایا تھا۔

مکرم منور احمد بچپن ہی سے نڈر پرجوش تھے۔ مکرم انیس احمد صاحب نہایت سادہ طبیعت اور اپنے کام سے کام رکھنے والے اور سوائے جماعتی دوستوں کے اور کوئی دوست نہ تھا۔ اور جھگڑے کو تو سخت ناپسند کرتے تھے۔ اگر کوئی غصہ سے بات کرتا تو مکرم انیس احمد صاحب آگے سے صرف خاموش ہو جاتے۔ کوئی جواب ہی نہ دیتے۔ بچپن میں بھی دوسرے بچوں سے مار کھا کر گھر آ جایا کرتے تھے۔ جوانی میں بھی اپنی کسی عادت میں کوئی تبدیلی نہ لائے۔ اس کے برعکس مکرم منور احمد صاحب نہایت پرجوش اور نڈر انسان تھے۔ ان کے بہت سے دوست تھے مکرم منور احمد صاحب پیدائشی احمدی تھے۔ مگر دادی صاحبہ کی تربیت نے انہیں اہل تشیع ہونے پر مجبور کیا۔

ابو جان نے بے بس ہو کر حضور کو خط لکھا تمام حالات کا ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا۔ آپ بالکل فکر نہ کریں یہ بچہ ضائع نہیں ہوگا۔ سو اس خط نے ہمیں بہت حیران کیا کہ کیسے ٹھیک ہوگا وہ تو ذاکر بن رہا ہے۔ ایران گیا ہوا ہے وہاں سے ٹھیک ہوگا یا مزید بگڑ کر آئے گا۔ مگر خدا کی قدرت کا عجب نظارہ سامنے آیا۔ وہ جو جماعت کو چھوڑ کر گیا تھا حضور کی دعا کی وجہ سے نہ صرف واپس آیا بلکہ تمام اہل تشیع کو دعوت الی اللہ کرنے لگا۔ بڑے بڑے مولوی اور ذاکر اس کے سوالات کا جواب دینے سے قاصر تھے۔ اپنی موبائل شاپ پر بڑی دلیری سے حضور کے خطبات سنتے اور سناتے نہایت بلند آواز میں خطبات اور نظمیں لگاتے۔

مکرم مرزا منور صاحب اور مکرم عارف سعید صاحب کو اپنا استاد گردانتے سچ تو یہ ہے کہ ان دونوں ہستیوں کی وجہ سے وہ اپنی اصلاح کرنے میں کامیاب ہوئے۔ بہت سے وفد ربوہ لے کر گئے بہت سی بیعتیں کروائیں بعد میں جماعتی کاموں میں بہت آگے نکل گئے۔ ضلع کی عاملہ میں شامل ہو گئے۔ جس کا وسیلہ مکرم مرزا منور احمد صاحب بنے یہاں تک کے یہ دونوں بچے جو خاکسار سے چھوٹے تھے۔ خاکسار سے بڑے ہو گئے اور بہت بڑا اور عظیم الشان مقام لے گئے۔ سب سے بڑی بات کہ ہم ناچیزوں کی ان دونوں کی وجہ سے خلیفہ وقت سے بات ہوئی جس کا ہم نے کبھی تصور بھی نہ کیا تھا۔ ہم نارووال جا رہے تھے جہاں مکرم نعمت اللہ صاحب جو کہ میری زوجہ محترمہ کے بڑے بھائی تھے انہوں نے بھی 29 مئی کو نارووال میں راہ مولیٰ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا تھا۔ وہ بھی اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے خالق حقیقی کو جا ملے۔ ابھی ہم راستے میں تھے کہ فون پر اپنے پیارے آقا کی پیاری آواز سنی دل میں کوئی حسرت باقی نہ رہی تمام درد تکلیف دور ہو گیا۔ ایک عجیب کیفیت تھی جس کا بیان کرنا بہت مشکل ہے دنیا کے احمدی دوست احباب نے راہ مولیٰ میں قربان ہونیوالے اور زخمی ہونے والوں کیلئے جس دکھ اور درد کا اظہار کیا ہے اس کا بیان کرنا میرے لئے ناممکن ہے۔ اور نہ ہی میرے پاس اس کیلئے الفاظ ہیں یہ خدا کی بنائی ہوئی ایک بے مثالی جماعت ہے۔ اس کی خوبیوں کا بیان کرنا انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی ہی اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ بس میں یہی کہوں گا کہ جماعت ایک جسم ہے اور تمام جسم اس تکلیف کو محسوس کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ پس دعا کریں کہ اللہ اس ملک پر اور اس قوم پر رحم کرے اور تمام احباب جماعت کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ صد شکر کہ تو نے ہمیں توفیق عطا کی۔

یہ صرف اور صرف خلیفہ وقت کی دعا ہے جو جماعت اتنا بڑا صدمہ برداشت کر گئی ہے اور اس سے ہمارے ایمان کو اور بھی طاقت ملی ہے ہماری بہت سی کمزوریوں کو دور کرنے میں مدد ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت وتندرستی والی لمبی عمر سے نوازے۔ نیز جماعت کی ترقی کے جلد از جلد سامان پیدا فرماوے اور ہمیں بھی ان تمام زندہ لوگوں کی طرح اسی صف میں کھڑے ہونے کی توفیق عطا فرماوے۔ (آمین)

بقیہ صفحہ 5

کہ آج بغداد سے ایک خط موصول ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ شیخ احمد فرقانی جو عرصہ دس سال سے احمدیت کی وجہ سے مخالفین کے ظلم وستم برداشت کرتے آ رہے تھے اور جن کا عراقیوں نے بائیکاٹ کر رکھا تھا، شہید کر دیئے گئے ہیں۔ آپ بغداد سے قریباً دو سو میل کے فاصلہ پر ''لواء کرکوک'' گاؤں میں بود و باش رکھتے تھے۔ جب میں بغداد میں تھا تو وہ کئی ہفتے میرے پاس آ کر رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود سے بے حد محبت اور اخلاص رکھتے تھے۔ حضور کے فارسی وعربی اشعار سن کر وجد میں آ جاتے اور زار و قطار رونے لگتے تھے۔

(ملخص از تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 156-157)

شیخ احمد فرقانی صاحب نے مصائب الانبیاء والابرار علیٰ ایدی السفلة والأشرار کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی تھی جو چھپ نہ سکی۔ اس کتاب کا ایک قیمتی اقتباس مولانا ابو العطاء صاحب نے رسالہ البشریٰ میں شائع کر دیا تھا۔

(مجلة البشریٰ جولائی 1935ء صفحہ 26-27)

مزاح اور تمسخر

ایک مسکراہٹ بعض اوقات سینکڑوں تحفوں پر بھاری ہوتی ہے اور خاص طور پر اس دور میں جب انسان بے اطمینانی اور پریشانی کا شکار ہے ایک دلفریب مسکراہٹ بکھیرنا بھی ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ مگر مزاح اور تمسخر میں ایک بنیادی فرق ہے۔

مزاح تو ایک لطیف کیفیت اور نیک جذبہ ہے جس میں انسان اپنے ہمجولیوں کو شریک کرتا ہے جس کے نتیجہ میں سنجیدہ اور پژمردہ چہرے کھل اٹھتے ہیں اور وہ بھی لطف اٹھاتا ہے جس کے متعلق بات کی گئی ہو۔ مگر جب اسی مزاح کے اندر تلخی پائی جائے اور کسی کو نشانہ بنا کر دلآزاری مقصود ہو تو اس کو تمسخر کہتے ہیں۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے سختی سے روکا ہے کیونکہ اس سے دل ٹوٹتے ہیں۔ فاصلے بڑھتے ہیں۔ دوستی کے شیشے میں بال آ جاتے ہیں اور پھر یہ آبگینے کبھی نہیں جڑتے۔

خدا کے پیاروں کی مجلس ہمیشہ شگفتگی سے معمور رہتی ہے اور باوجود صدہا مشکلات اور دکھوں اور مصائب کے ان کے چہروں کی مسکراہٹ کوئی چھین نہیں سکتا اور وہ ابدی خوشیوں کے چراغ روشن کرتے چلے جاتے ہیں۔ مگر کسی کا دل نہیں دکھاتے۔ کوئی اپنی سبکی محسوس نہیں کرتا۔ کسی کو خفت نہیں اٹھانی پڑتی۔

یہ پاکیزہ اور لطیف مذاق ہے جو مسرتوں سے معمور کرتا ہے اور خدا والوں کی سنت جاریہ ہے حضرت خلیفة المسیح الرابع نے کئی دفعہ یہ تذکرہ فرمایا ہے کہ احمدیوں خصوصاً واقفین نو میں یہ پاک مذاق اور لطیف جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ نعمت عطا فرمائے۔ آمین

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم عطاء الرقیب منور صاحب مربی ضلع سیالکوٹ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی عزیزہ فیضیہ منور واقفہ نو نے ساڑھے چھ سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ کا پہلا دور مکمل کرنے کی توفیق پائی۔ مورخہ 10 جنوری 2011ء کو اس کی تقریب آمین منعقد ہوئی۔ مکرم میاں عبدالستار صاحب امیر شہر سیالکوٹ نے بچی سے قرآن کریم سنا اور مکرم خواجہ ظفر احمد صاحب امیر ضلع سیالکوٹ نے دعا کروائی۔ بچی حضرت قاضی محمد اکبر صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل میں سے ہے احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے میری بچی کو قرآن کریم کا فہم اور قرآنی علوم و انوار سے نوازے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم افضل طاہر صاحب صدر جماعت احمدیہ حلقہ رحمٰن پورہ لاہور تحریر کرتے ہیں۔

مکرم نصر اللہ محمود بلوچ صاحب سیکرٹری وصایا رحمٰن پورہ لاہور کی والدہ محترمہ نگینہ بلوچ صاحبہ زوجہ مکرم محمد یار بلوچ صاحب کافی عرصہ سے علیل ہیں۔ چلنے پھرنے سے بھی قاصر ہیں۔ کافی تکلیف میں ہیں ان کی مکمل شفایابی کیلئے احباب جماعت سے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم معظم اقبال بھٹی صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور تحریر کرتے ہیں۔

میرے والد محترم ظفر اقبال بھٹی صاحب عمر 76 سال ابن مکرم قاضی یوسف علی صاحب سابق زعیم انصار اللہ حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور مورخہ 26 جنوری 2011ء کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد قضاء الٰہی سے وفات پا گئے میری بہن مکرمہ حمیرا صاحبہ مانچسٹر یو۔ کے کے پاکستان آمد کے بعد مورخہ 28 جنوری کو علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں مکرم ملک نور الٰہی صاحب صدر حلقہ وحدت کالونی لاہور نے نماز جنازہ پڑھائی۔ میت کی احمدیہ قبرستان ہانڈو گوجر ضلع لاہور میں تدفین کے بعد مکرم رانا مبارک احمد صاحب صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور نے دعا کروائی۔ مرحوم مکرم رانا مبارک احمد صاحب کے بہنوئی اور مکرم رانا محمد یعقوب صاحب مرحوم فیروز پوری کے داماد تھے۔ اسی طرح حضرت قاضی احمد علی صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل میں سے تھے۔ محکمہ ٹیلی فون سے بطور اسسٹنٹ انجینئر ریٹائر ہوئے۔ آپ پابند نماز، جماعت سے خاص لگاؤ اور نہایت ہی سادہ زندگی بسر کرنے والے مخلص انسان تھے۔ حلقہ میں مختلف قسم کی خدمات سر انجام دیتے رہے۔ مرحوم نے اپنی اہلیہ محترمہ مبارکہ اختر صاحبہ کے علاوہ دو بیٹے خاکسار، مکرم ہومیو ڈاکٹر عدیل اختر صاحب اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ابو جان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے نیز ورثاء کو ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرمہ شگفتہ معظم صاحبہ اقبال ٹاؤن لاہور اطلاع دیتی ہیں۔

میری والدہ محترمہ ناصرہ داؤد صاحبہ عمر 67 سال اہلیہ مکرم داؤد احمد صاحب مرحوم شیخوپورہ مورخہ 26 جنوری 2011ء کو ایک لمبا عرصہ بیمار رہنے کے بعد قضاء الٰہی سے وفات پا گئیں۔ ان کی نماز جنازہ مکرم داؤد احمد صاحب مربی سلسلہ شیخوپورہ نے اسی دن پڑھائی۔ احمدیہ قبرستان شیخوپورہ میں تدفین کے بعد محترم مربی صاحب نے ہی دعا کروائی۔ میرے ابو جان تو پہلے ہی وفات پا چکے ہیں۔ مرحومہ نیک، مہمان نواز اور جماعت سے گہرا تعلق رکھنے والی مخلص احمدی تھیں۔ پورے دس سال بیمار رہیں اولاد نے دن رات خدمت کی۔ آپ نے اپنے پیچھے دو بیٹے مکرم مسعود احمد صاحب اور مکرم منظور احمد صاحب شیخوپورہ اور خاکسارہ اہلیہ مکرم معظم اقبال بھٹی صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور سوگوار چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا کرے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

پتہ درکار ہے

مکرم شاہنواز صاحب ولد مکرم عبدالمجید صاحب وصیت نمبر 89715 نے مورخہ 13 جنوری 2009ء کو اسلام آباد سے وصیت کی تھی۔ مورخہ 13 جون 2009ء کو ان کی آخری ادائیگی دفتر ہذا کو موصول ہوئی۔ جس کے بعد سے موصی کا دفتر سے رابطہ نہ ہے۔ اگر موصی خود یہ اعلان پڑھیں یا کسی کو ان کے موجودہ پتہ کا علم ہو تو دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔

مکرم فیضان احمد صاحب ولد مکرم ماسٹر امتیاز احمد صاحب وصیت نمبر 44690 نے مورخہ یکم فروری 2005ء کو 1/7 دارالعلوم غربی صادق سے وصیت کی تھی ان کا دفتر وصیت سے مارچ 2007ء تک رابطہ رہا ہے اس کے بعد سے لے کر تا حال ان کا دفتر سے رابطہ منقطع ہے۔ اگر موصوف خود یا ان کے عزیز و اقارب یہ اعلان پڑھیں تو براہ کرم دفتر وصیت سے رابطہ کریں۔

مکرمہ امۃ الحی صاحبہ زوجہ مکرم عبدالحی صاحب ساکن دارالعلوم شرقی حلقہ مسرور نے مورخہ 11 جون 2005ء کو وصیت کی تھی۔ موصیہ صاحبہ سے دفتر وصیت کا رابطہ نہیں ہو رہا۔ موصیہ کے موجودہ ایڈریس کے متعلق کسی عزیز یا رشتہ دار کو علم ہو تو دفتر وصیت کو ایڈریس سے مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کار پرداز ربوہ)

داخلہ ٹیسٹ برائے کلاس پریپ

(ادارہ جات نظارت تعلیم)

1۔ مریم گرلز ہائر سیکنڈری سکول ربوہ
2۔ مریم صدیقہ گرلز ہائر سیکنڈری سکول ربوہ
3۔ بیوت الحمد گرلز ہائر سیکنڈری سکول ربوہ
4۔ طاہر پرائمری سکول ربوہ

نظارت تعلیم کے ان ادارہ جات میں داخلہ ٹیسٹ برائے کلاس پریپ مورخہ 28,27 فروری 2011ء کو صبح 9:00 بجے لیا جائے گا۔ داخلہ فارم مورخہ یکم تا 17 فروری 2011ء متعلقہ سکول سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ داخلہ کے لئے بچے/بچی کی عمر 31 مارچ 2011ء تک ساڑھے چار سال سے ساڑھے پانچ سال کے درمیان ہو۔ داخلہ فارم کے ساتھ برتھ سرٹیفکیٹ کی تصدیق شدہ کاپی منسلک کرنا اور فارم جمع کرواتے وقت اصل سرٹیفکیٹ ہمراہ لانا ضروری ہے۔

داخلہ ٹیسٹ درج ذیل سلیبس میں سے لیا جائے گا۔

☆ یسرنا القرآن:۔ صفحہ نمبر 1 تا 20
☆ اردو:۔ ا تا ے
☆ انگلش:۔ Aa to Zz
☆ ریاضی:۔ 0 to 20 (Counting)

(نظارت تعلیم)

احمدی مصنفین رابطہ کریں

اگر آپ نے کبھی کوئی مقالہ یا کتاب لکھی ہے یا آپ کی کوئی تصنیف شائع ہوئی ہے تو درخواست ہے کہ اولین فرصت میں ہم سے رابطہ فرمائیں۔

''ریسرچ سیل'' ایسی تمام کتب/اخبارات و رسائل اور مقالہ جات کا ڈیٹا Data اکٹھا کر رہا ہے جو 1889ء سے لے کر اب تک کسی بھی احمدی کی طرف سے شائع شدہ ہوں۔

درج ذیل کوائف کے مطابق ہمیں فیکس یا ای میل کریں۔ اگر آپ کے پاس سلسلہ کی پرانی کتب موجود ہیں تو بھی درخواست ہے کہ ہمیں مطلع فرمائیں۔ آپ کے تعاون کا شدت سے انتظار رہے گا۔

ضروری کوائف:

کتاب کا نام: مصنف/مرتب/مترجم کا نام:
ایڈیشن: مقام اشاعت: تاریخ اشاعت:
ناشر/طابع: تعداد صفحات: زبان: موضوع:

فون نمبر زآفس: 0092476214953
رہائش 0476214313
موبائل 03344290902
فیکس نمبر: 0092476211943
ای میل tahqeeqj@yahoo.com
tahqeeq@gmail.com
ayaz313@hotmail.com

(انچارج ریسرچ سیل ربوہ)

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

مکرم منور احمد ججہ صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کے حصول کیلئے ضلع گوجرانوالہ کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت وارا کین عاملہ، مربیان کرام اور صدران جماعت سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

نور نظر
اولاد نرینہ کیلئے کامیاب دوا
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ، ربوہ
فون: 047-6211538 فیکس: 047-6212382

گوندل بینکوئیٹ ہال اینڈ موبائل کیٹرنگ
نئے ذوق اور جدت کے ساتھ
خوبصورت انٹیریئر ڈیکوریشن اور لذیذ کھانوں کی لامحدود ورائٹی زبردست ائیر کنڈیشننگ
(بکنگ جاری ہے)
047-6212758,0300-7709458
0300-7704354,0301-7979258

ہفتہ تعلیم القرآن

✿ سال 2011ء کا پہلا ہفتہ تعلیم القرآن 11 تا17فروری 2011ء منایا جا رہا ہے۔ تمام امراء ، صدران وسیکرٹریان تعلیم القرآن سے گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں حسب پروگرام ہفتہ تعلیم القرآن منائیں۔ ہفتہ قرآن کا مختصر پروگرام درج ذیل ہے۔ مقامی حالات کے مطابق اس میں بہتر تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

☆ دوران ہفتہ نماز تہجد سے آغاز اور نماز باجماعت کے قیام کو یقینی بنایا جائے ، ہر فرد جماعت روزانہ کم از کم دو رکوع تلاوت کر کے ترجمہ بھی پڑھے۔ مورخہ 11 فروری کا خطبہ جمعہ قرآن کریم کے فضائل وبرکات، تعلیم القرآن اور ہماری ذمہ داریوں کے متعلق دیا جائے۔

☆ دوران ہفتہ عہدیداران خصوصاً سیکرٹریان تعلیم القرآن گھروں کا دورہ کر کے احباب جماعت کا جائزہ لیں کہ ہر فرد جماعت روزانہ تلاوت قرآن کریم کرے خصوصاً کمزور اور سست افراد سے رابطہ کر کے روزانہ تلاوت کی اہمیت کی طرف توجہ دلائیں۔

☆ سیکرٹریان تعلیم القرآن اس امر کا جائزہ لیں کہ آپ کی جماعت میں جو ابھی تک ناظرہ قرآن نہیں جانتے ان کی ایک معین فہرست تیار کر کے ان کو قرآن کریم پڑھانا شروع کریں۔

☆ ناظرہ وترجمہ قرآن کلاسز کا جائزہ لیں اس میں بھرپور حاضری کی کوشش کریں، اگر کلاسز نہیں ہور ہیں تو دوران ہفتہ جاری کریں۔

☆ دوران ہفتہ ایک اجلاس عام منعقد کرائیں جس میں فضائل وبرکات قرآن کا تذکرہ ہو، اس میں ذیلی تنظیموں کے ممبران کو بھی شامل کریں۔ نیز مقابلہ تلاوت، مقابلہ حفظ قرآن اور مقابلہ نظم از منظوم کلام حضرت مسیح موعود بابت قرآن کریم کے پروگرام بنائیں۔

☆ دوران ہفتہ فضائل قرآن کے بارے میں درس دیئے جائیں۔

☆ ہفتہ قرآن پر عمل کر کے اس کی رپورٹ ''رپورٹ ماہ فروری 2011'' کے ساتھ ارسال کریں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن ووقف عارضی)

درخواست دعا

✿ مکرم وحید احمد رفیق صاحب استاد جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی خالہ زاد بہن مکرمہ فرحت جبیں صاحبہ بنت مکرم چودھری عزیز احمد صاحب شکور پارک ربوہ گزشتہ چندروز سے ڈبل نمونیہ کی تکلیف میں مبتلا ہونے کی وجہ سے فضل عمر ہسپتال ربوہ میں داخل ہیں۔ شدید کھانسی کی وجہ سے دونوں پھیپھڑے انتہائی زخمی ہو چکے ہیں دن میں متعدد مرتبہ سانس اکھڑنے کی وجہ سے آکسیجن دینا پڑتی ہے۔ پہلے کی نسبت اب طبیعت میں کچھ افاقہ ہے احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم انہیں شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور صحت وسلامتی والی فعال درازی عمر سے نوازے۔ آمین

✿ مکرمہ نصرت بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم رفیق احمد رانا صاحب دارالعلوم شرقی مسرور ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

میری بھابی مکرمہ مسعودہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم رانا مشتاق احمد صاحب مرحوم رائے پور سیالکوٹ دل اور گردوں کی تکلیف کی وجہ سے شدید بیمار ہیں۔ شیخ زاید ہسپتال لاہور سے ٹیسٹ کرائے جا رہے ہیں احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری بھابی کو محض اپنے فضل سے شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

پنشنران صدر انجمن احمدیہ متوجہ ہوں

✿ تمام پنشنران ، فیملی پنشنران صدر انجمن احمدیہ (خواہ وہ پاکستان میں مقیم ہوں یا بیرون پاکستان) اپنے درج ذیل کوائف مورخہ 31 مارچ 2011ء تک صدر صاحب/امیر صاحب کی وساطت سے دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ میں بھجوا دیں۔ بصورت دیگر مراعات (امداد گندم ، امداد سرما وغیرہ) کی ادائیگی ممکن نہ ہوگی۔

نام، ولدیت، تاریخ پیدائش، نمبر وصیت، شرح وصیت، ویلفیئر کارڈ نمبر، مکمل ڈاک کا پتہ، فون نمبر، موبائل نمبر، بیرون ملک مقیم ہونے کی صورت میں ربوہ میں اپنے کسی عزیز کا ایڈریس نیز زیر کفالت افراد کی فہرست بھجوائیں۔

نوٹ: زیر کفالت افراد میں خود، اہلیہ کے علاوہ ایسے بچے جو شادی شدہ یا برسر روزگار نہ ہوں وہ شامل ہوں گے، جن کی عمر 23 سال سے زائد ہو وہ شامل نہیں ہوں گے، ایسے بچے بھی شامل نہ ہوں گے جو بیرون ملک مقیم ہیں۔

جواب بھیجنے کا پتہ: دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ ربوہ تحصیل لالیاں ضلع چنیوٹ، پاکستان

فون نمبر دفتر محاسب: 0092-47-6212705

﴿بقیہ از صفحہ 1 ۔ وطن کی خاطر قربانی﴾

دارالضیافت ربوہ پہنچایا۔ ربوہ میں احباب جماعت نے مرحوم کا آخری دیدار کیا۔ یکم فروری کو نماز فجر کے بعد بیت مبارک میں مرحوم کی نماز جنازہ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے پڑھائی اور قبرستان عام میں تدفین کے بعد موصوف نے ہی دعا کروائی۔

مرحوم کے پسماندگان میں بوڑھے والدین، ایک بھائی ایک بہن، بیوہ اور 2 ماہ کا بیٹا شامل ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے۔ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ بوڑھے والدین کو اپنے جوان بیٹے کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ربوہ میں طلوع وغروب۔3 فروری	
طلوع فجر	5:33
طلوع آفتاب	6:59
زوال آفتاب	12:22
غروب آفتاب	5:46

حکیم عبدالحمید اعوان مرحوم کا چشمہ فیض

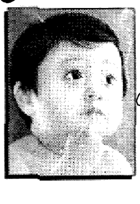

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

مطب حمید (رجسٹرڈ)

کا ماہانہ پروگرام حسب ذیل ہے

ہر ماہ 5-4-3 تاریخ کو عقب دھوبی گھاٹ گلی نمبر 1/9 مکان نمبر P-234 فیصل آباد فون: 041-2622223

موبائل: 0300-6451011

ہر ماہ 7-6 تاریخ کو دوکان اقصیٰ چوک مکان نمبر P-7/C رحمٰن کالونی ربوہ ضلع جھنگ فون 047-6212755-6212855

موبائل: 0300-6451011

ہر ماہ 12-11-10 تاریخ کو NW-741 دوکان نمبر 1 کالی ٹینکی نزد ظہور الٹرا ساؤنڈ سید پور روڈ راولپنڈی

فون: 051-4410945 موبائل: 0300-6408280

ہر ماہ 17-16-15 تاریخ کو 49 ٹیل مدنی ٹاؤن نزد سیکنڈری بورڈ آف ایجوکیشن فیصل آباد روڈ سرگودھا فون: 048-3214338

موبائل: 0300-6451011

ہر ماہ 20-19-18 تاریخ کو شاپ نمبر 4 بلاک 47/A قیصر پارک بالمقابل گریڈ اسٹیشن واپڈا امین روڈ گلشن راوی لاہور

فون: 042-7411903 موبائل: 0302-6644388

ہر ماہ 24-23 تاریخ کو ضیاء روڈ ہارون آباد ضلع بہاولنگر

فون: 063-2250612 موبائل: 0302-6650961

ہر ماہ 27-26-25 تاریخ کو حضوری باغ روڈ پرانی کوتوالی ملتان

فون: 061-4542502 موبائل: 0300-6470099

10 جوہر ویو فاروق ایونیو آخری سٹاپ وفاقی کالونی نیو کیمپس لاہور

فون: 042-5301661

باقی دنوں میں مشورہ کے خواہشمند اس جگہ تشریف لائیں۔

حکیم عبدالحمید اعوان مرحوم

ہیڈ آفس: کا مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

مطب حمید (رجسٹرڈ)

پنڈی بائی پاس نزد شیل پٹرول پمپ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

Tel:055-3891024-3892571Fax:+92-55-3894271

E-maiL:mate_e_hameed@hotmail.com

E-maiL:mata_e_hameed@yahoo.com

سب آفس: مطب حمید مشہور دواخانہ گرین بلڈنگ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

Tel:055-4218534-4219065

E-mail:matahabmeed@hotmail.com

FD-10

حبوب مفید اٹھرا

چھوٹی ڈبی -/120 روپے بڑی -/480 روپے

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ

NASIR ناصر

Ph:047-6212434 -6211434

آزمائشی کمئ خون کورس فری

افاقہ ہو تو مکمل علاج کرائیں۔ معلوماتی کتابچہ فری۔ ہماری کتاب ''فیملی ڈاکٹر'' کی مدد سے اپنا علاج خود کریں۔ ربوہ کے ہر بڑے کتب فروش سے دستیاب ہے

مظہر ہومیو وہربل فارما وہسپتال

احمد نگر ربوہ: 0334-6372686

دانتوں کا معائنہ مفت ☆ عصر تا عشاء

احمد ڈینٹل کلینک

ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

افضل سپلٹ اینڈ ونڈو اے سی

اگر آپ اپنا پرانا ونڈو اے سی سپلٹ، فریج، فریزر چلر پلانٹ، سکریپ یارڈ وغیرہ فروخت کرنا چاہتے ہیں تو ہم بہترین قیمت دیتے ہیں۔

رابطہ شاہد اقبال۔ لاہور: 0333-4862020

ہر کمپنی کے سپلٹ یونٹ مارکیٹ سے بارعایت خرید فرمائیں

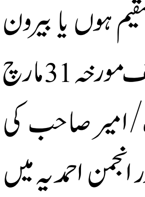

احمدی احباب کیلئے انسٹالیشن پر خصوصی رعایت

فریج۔ فریزر۔ واشنگ مشین

T.V ۔ گیزر۔ ائرکنڈیشنر

سپلٹ۔ ٹیپ ریکارڈر

موبائل فون دستیاب ہیں

طالب دعا: انعام اللہ

7231681
7231680
7223204

عثمان الیکٹرونکس

1۔ لنک میکلوڈ روڈ بالمقابل جودھا مل بلڈنگ پٹیالہ گراؤنڈ لاہور